غلام عباس صدیقی

یہ تیرے پر اسرار بندے

زندگی کی کثیر خواہشات کے سمندر میں ایک خواہش یہ تھی کہ زندگی میں ایک بار دور حاضر میں عالم اسلام کی معتبر ہستی شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کا دیدار ہوجائے ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو میرے کان سنیں ان کی روحانیت کا دل ونگاہ سے مشاہدہ کرسکوں کیونکہ یہ کوئی عام ہستی نہیں تھی ان کے احترام عالم اسلام کے جید علماء صلحاء کرتے رہے انہیں اپنا شیخ مربی، محسن سمجھتے تھے عرب وعجم میں ان کا ایک مقام تھا ظاہری وسائل سے محروم ہمارے جیسے انسان کے لئے ان سے ملنا مشکل تر ہوتا جارہا تھا لیکن مشن اس منزل کو حاصل کرنے کیلئے تقریباً دو دہائیاں جدوجہد جاری رہی، جب وہ لاہور تشریف لاتے تو اتفاق ایسا ہوتا کہ بندہ شہر سے باہر ہوتا یا علم نہ ہو پاتا کئی بار لاہور میں ان کی قیام گاہ پر جانے کا اتفاق نہ ہوا لیکن دیدار نصیب نہ ہوا دل مضطرب وخواہش بڑھتی ہی جارہی تھی۔

دلی تمنا بر آئی

ایک دن ہمارے بزرگ رہنما راجہ محمد ارشاد صاحب (سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل سپریم کورٹ آف پاکستان) نے ایک مجلس میں اللہ کی حاکمیت کے موضوع پر سیمینار کے مقررین پر رائے دیتے ہوئے کہا کہ اس تقریب کے مرکزی مقرر مہمان خصوصی ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ ہونے چاہیں ہم نے استفسار کیا کہ ڈاکٹر صاحب کو لائے گا کون؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ ذمہ داری میری ہوگی وہ ہر حال میں تشریف لائیں گے دیگر مقررین کے اسمائے گرامی طے کر کے اجلاس ختم ہوگیا تو بندہ پر ایک خوشی کی کیفیت طاری ہوگئی جذبات کا یک سمندر اُمڈ آیا تھا اس دن کا بے قراری سے انتظار ہونے لگا آخر کار وہ دن آہی گیا ہمدرد یونیورسٹی لاہور میں ہونے والے اس سیمینار میں جب شرکت کیلئے ہال کے اندر داخل ہوئے تو ہال اس مرد قلندر کے دیدار کیلئے پہلے ہی بھر گیا تھا پروگرام کا آغاز ہمارے آنے سے پہلے ہی ہوچکا تھا ابھی حضرت تشریف نہیں لائے تھے تھوڑی دیر کے بعد حضرت والا تشریف لائے تو سارے سامعین ادب واحترام سے کھڑے ہوگئے ہال میں ایک پر اسرار خاموشی چھا گئی بندی کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہونے جارہی تھی جب آنکھوں نے اس عالم ربانی محبوب سبحانی استاد عرب وعجم کو دیکھا تو دل گواہی دینے لگا کہ اے اللہ!

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں بخشا ہے تو نے ذوق خدائی

میں سے ایک ہستی یہ بھی ہیں ان کا خطاب پراسرار سنا تو دل کو تسلی ہوئی کہ جس مشن پر گامزن ہو وہ حق سچ ہے پروگرام ختم ہوا تو الگ ملاقات کو موقعہ نہ مل سکا دل کو تسلی دی کہ صبر کرو اللہ پھر کبھی دوبارہ ملاقات کا موقعہ ضرور عطاء فرماویں گے شب وروز اسی امید سے گزر رہے تھے کہ 31 اکتوبر 2015 کی شام کو نشریاتی اداروں نے جب ڈاکٹر شیر علی شاہ کے سانحہ ارتحال کی خبر نشر کی تو خود کو لاوارث یتیم تصور کرنے لگا ایسے لگا جیسے ہم پھر ایک بار یتیم ہوگئے اس موقعہ پر علامہ اقبالؒ کا یہ شعر بہت یاد آیا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جب ملک کے دوصوبوں کے بیس اضلاع میں بلدیاتی الیکشن کا آخری دن تھا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ان کے ماننے والوں کا ایک سمندر اکوڑہ خٹک امڈ آیا ہر طرف انسان ہی انسان نظر آرہے تھے ووٹ دینے سے بے نیاز انسانوں کا سمندر آج اس بات کی گواہی دینے آتا تھا کہ اے اللہ! شیر علی شاہؒ نے تیرے دین متین کی نشر واشاعت تبلیغ دفاع قیام اسلامی نظام خلافت کیلئے وہی طرز اپنایا جو تیرے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ تیرے دین کا سپاہی بن کر کفر کے سامنے کوہ گراں بنا رہا، تیرے پاس آنے والے اس عظیم انسان نے نظام باطل کو جڑوں سے اکھاڑنے کیلئے ایسے جری بہادر باوفا لوگ تیار کئے جنہوں نے افغانستان سمیت دنیا بھر کے میدانوں، صحراؤں بیابانوں اور ریگزاروں میں تیرے نظام کو قائم کرکے دنیا کفر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا جب کفر کے سب جھنڈے اور اس کے چیچے کڑ چھے متحد ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے برق جہاد کے شعلوں سے اسے بھسم کر دیا یہ تیرا بندہ میدان جہاد میں مصروف جہاد بھی رہا اکوڑہ خٹک کے جامعہ حقانیہ سے قرآن وحدیث کی صدا لگاتا رہا جس کی بازگشت ساری دنیا کے انسانوں نے سنی اس پر لبیک کہا آج وہ رونقیں ماند پڑگئی ہیں جامعہ حقانیہ کی درسگاہیں آج اس نابغہ روزگار ہستی کا انتظار کررہی ہیں وہاں ایک اداسی کا عالم ہے اے اللہ! گواہی دیتے ہیں کہ ڈاکٹر شیر علی شاہ اس پرفتن دور میں قافلہ اہل حق کے میر کارواں سرخیل تھے اے اللہ! ہم اس بندہ گو ہر نایاب کو تیرے سپرد کررہے ہیں اسے اپنے کامیاب بندوں میں شامل کرکے رفاقت حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرما۔ (بشکریہ: روزنامہ ''اسلام'' ۳ نومبر ۲۰۱۵)